Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Exploring the Profound Attributes and Characteristics of the Prophet ﷺ in Kalam-e-Reza: A Research and Analytical Study

کلامِ رضا میں شمائل وخصائل نبوی ﷺ کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Jahangeer khan
PhD Scholar MY University Islamabad, jahangeerkhanthalla@gmail.com.pk

Syed Hamid Ur Rehman Shah
PhD Scholar MY University Islamabad, syedsafiurrehmanshah@gmail.com

Abstract

This research investigates the intricate relationship between attributes and characteristics of the Prophet ﷺ in kalam-e-Reza, with a particular focus on their relevance to Naat. The article outlines four key points: firstly, introducing the entire research work; secondly, presenting the principles and fundamental aspects of Naat; thirdly, exploring the Shamaail o Khasaail; and fourthly, examining the references to Quran and Hadith in Kalam-e-Raza. Thorough scrutiny of the records, considerations of each point, and a comprehensive review of relevant materials have been undertaken. These efforts shed light on the profound and positive effects of Shamaail o Khasaail, emphasizing their significance. The anticipated research conclusion aims to provide valuable insights for legislators contemplating legislation in alignment with the

CC BY

principles derived from Shamaail o Khasaail. Furthermore, it aspires to be a valuable resource for individuals involved in creative pursuits, such as poets and writers. The methodology employed in this research follows a meticulous manual approach based in Shakago (Chicago), ensuring a rigorous and credible exploration of the subject matter.

Keywords: Prophet, Kalam-e-Raza, Shamaail, Naat, Quran-Hadith

شمائل کا مادہ

شمائل کا لفظ شمل یشمل شملا سے بنا ہے جس کا معنی ہے عادت ہونا، طبیعت ہونا وغیرہ [1]

لفظی معنی

شمائل، شمال کی جمع ہے جس سے مراد ہے طبیعت، عادت، سیرت، بایاں، عضو وغیرہ [2]

اصطلاحی معنی

مذکورہ کلمہ کے اصطلاحی معنی ہیں: اعضاء، حلیہ، سراپا وغیرہ اور یہ لفظ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے خاص ہے مگر جب یہ حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے بولا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے اعضائے مبارکہ، مثلاً ہاتھ، پاؤں، چہرہ، بال اور سراپا وغیرہ یعنی اس ماہِ تمام کے ظاہری حسنِ بے مثال کو شمائل کہا جاتا ہے۔ [3]

خصائل کا مادہ

خصل یخصل خصلا سے بنا ہے جس کا معنی ہے طبیعت ہونا، عادت ہونا، وغیرہ [4]

خصائل کے لغوی معنی

یہ خصلت کی جمع ہے اس کا مطلب ہے عادت، طبیعت، اخلاق، سیرت، کردار، وغیرہ [5]

خصائل کے اصطلاحی معنی

یہ کسی بھی آدمی کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے معنی طبیعت و کردار وغیرہ کے ہیں مگر جب یہ لفظ حضور اکرم ﷺ کے لئے استعمال ہو تو اس سے مراد ہوتی ہے عاداتِ کریمہ، اخلاقِ حمیدہ، سیرت طیبہ، عبادت و ریاضت اور پاکیزہ کردار وغیرہ۔ [6]

ان دونوں الفاظ کے معانی کی وضاحت کلامِ رضا سے اس طرح ہو رہی ہے

ا۔ لک بدر فی الوجہ الاجمل خط ہالہء مہ زلف ابر اجل

OPEN ACCESS

تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا

۲۔ انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم

بَرَسَن ہارے رِم جِھم رِم جِھم دو بُوند اِدھر بھی گِرا جانا[7]

مندرجہ بالا اشعار میں ان شمائل و خصائل کا بیان ہے

شعر نمبر ا میں امام احمد رضا خان لکھتے ہیں یا شفیع المذنبین! آپ کا حسین و جمیل چہرہ تو چودھویں کے چاند کی طرح لگتا ہے اور آپ کی ریش مبارک چاند کے گرد ہالہ کا منظر پیش کررہی ہے اور ہم نے کئی بار دیکھا ہے جب قمر کے گرد ہالہ پڑ جائے تو بارش ضرور ہوتی ہے اس لئے اے رحمتِ عالم مجھ بے کس و بے بس پر اپنی رحمت کی بارش برسا جایئے۔ اس شعر میں مولانا شمائلِ نبوی کا خوبصورت تذکرہ کررہے ہیں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرہ انور کو چودھویں کے چاند کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں اور داڑھی مبارک کو چاند کے گرد ہالہ کہہ کر بڑے احسن انداز میں تاجدار مدینہ کے شمائل کا ذکر کررہے ہیں۔

شعر نمبر ۲ میں سخاوتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بیان

اس شعر میں سخاوتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بہت ہی خوبصورت انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے آپ کی بے مثال سخاوت کو بڑے حسین طریقے سے اشعار کا رنگ دیا گیا ہے، لکھتے ہیں اے خاتم الرسل! میں تو آپ کی جدائی اور ہجر کی پیاس سے نڈھال ہورہا ہوں اور آپ کی سخاوت کی تو چار سو دھوم مچی ہے جس کو چاہیں اپنے کرم سے مالا مال فرمادیں آپ اپنی رحمت سے برسنے والی بارش سے میرے دامن میں بھی دو قطرے ڈال دیں کیونکہ آپ کی تو عادتِ کریمہ ہے ہر سوالی کو بھیک دینا اگر مجھے آپ کی سخاوت سے دو قطرے نہ ملے تو آقا! آپ کی سخاوت پہ حرف آئے گا اس لئے کرم فرمایئے اور منگتے کو بھیک عطا فرمایئے۔ اسی مفہوم کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا تھا۔

واحسن منک لم ترقط عینی، واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب، کانک قد خلقت کما تشاء[8]

اے حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! آپ جیسا حسین آج تک میری آنکھ نے نہیں دیکھا، اور آپ جیسا جمیل عورتوں نے جنا ہی نہیں اے صدیق کے آقا! آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے، گویا آپ کو ایسے پیدا کیا گیا جیسا کہ آپ نے چاہا۔

اوراب اگلے شعر میں امام احمد رضا خان سرورِ انبیاء کے مبارک قدموں اور ان کے ساتھ مَس ہونے والے پانی کا تذکرہ کرتے ہیں۔

موت سنتا ہوں تلخ ہے زہرابہ ناب

کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا[9]

OPEN ACCESS

مبارک تلووں اور بے مثال غسالہ کا بیان

اے مقصودِ کائنات ﷺ! میں نے سنا ہے کہ موت بہت سخت اور خالص زہر ملے پانی کی طرح ہے مگر اس اس کی تلخی اور کڑواہٹ بدلنے کے لیے آپ کے مبارک قدموں کے ساتھ مَس ہونے والا پانی ضرورت ہے، کاش! مجھے کوئی سرکار دوعالم ﷺ کے قدموں کا دھوون لادے تاکہ موت کے وقت پیے جانے والے کڑوے پانی کا زہریلا پن اور پیاس ختم ہو جائے، اس شعر میں امام احمد رضا خان نے سرکار کے مبارک قدموں کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی مفہوم کی جامع بخاری کی روایت سے بھی وضاحت ہوتی ہے۔ صحابہ کرام علیھم الرضوان میرے آقا کے وضو والے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے اور محبوبِ خدا کے خوبصورت ہونٹوں سے جدا ہونے والی مبارک تھوک کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ اپنے ماتھے اور جسموں پہ لگالیتے تھے[10]۔

عروہ بن مسعود صحابہ کرام علیھم الرضوان کا انداز ادب بیان کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئہ، جب مسلمانوں کے نبی وضو کرتے ہیں تو دیوانے اس استعمال شدہ پانی کو نیچے نہیں گرنے دیتے ، اسے چومتے اور ماتھوں پہ سجاتے ہیں، کامل ایمان والے لوگ منصب نبوت کو کتنے اعلی انداز میں سمجھاتے ہیں ویسے تو وہ ایک دوسرے سے بے حد پیار کرتے ہیں مگر جب باری آتی ہے تبرکات نبی کی تو پھر لڑائی بھی کرتے ہیں اور جسے وہ متبرک پانی نصیب نہیں ہو تا وہ عجیب طریقے سے فیض حاصل کرتا ہے، من لم یصب منہ شیئا اخذ من بلل صاحبہ[11]، "جس کو پانی نہیں ملتا وہ اپنے ساتھی کے تر ہاتھ سے مس کرتا ہے" اور اپنے ماتھے اور چہرے پہ لگالیتا ہے، صحابہ کا یہ عمل واضح کررہاہے کہ تعظیم نبی، شرک، بدعت اور توہم پرستی میں نہیں آتی بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ مبارک پانی اور تھوک اتنی بابرکت ہے کہ یہ موت کی تلخی اور کڑواہٹ کو دور کردے گی اور لطف کی بات یہ ہے مالک شریعت نے نہ ہی کبھی اپنے غلاموں کو منع کیا اور نہ ہی کبھی ناگواری کا اظہار فرمایا، اگلے شعر میں بھی اسی مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا[12]

جس مٹی اور زمین پر سید عالم ﷺ نے اپنے مبارک قدم لگائے ہمارا دلِ دیوانہ اس خاک پہ قربان ہو جائے۔ اس لئے کہ جن گلیوں میں میرا پیارا رسول قدم رنجہ فرماتا ہے میرا کریم اور بے نیاز رب ان گلیوں کی قسمیں کھاتا ہے "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو"[13]۔

OPEN ACCESS

اس شعر میں شمائلِ سرکار ﷺ کی جھلک ہے مقصد ربانی کو اشعار کی صورت دی ہے امام احمد رضا خان کی شاعری کا یہ خاصہ ہے کہ شریعت کی حد میں رہ کر انوکھی طرز میں اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنایا ہے،اس شعر کی تشریح امام احمد رضا خان نے اس طرح کی ہے۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم

تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا[14]

مبارک انگلی کا بیان

یارسول اللہ ﷺ ! آپ کے اشارے پر ڈوبا ہوا سورج واپس ہو گیا یعنی الٹے قدم پلٹا،اس میں حدیث شریف کا حوالہ ہے جب رسول اللہ ﷺ مولا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں اپنا سرِ انور رکھ کر محو استراحت ہو جاتے ہیں عصر کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ مقصودِ کائنات ﷺ تو عصر ادا فرما چکے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لئے دور بھیجا گیا تھا جب واپس آئے تو نمازِ عصر ادا ہو چکی تھی جب سورج غروب ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جب وہ آنسو چہرہ مصطفٰے پر پڑے تو سرکار ﷺ نے دریافت فرمایا، اے علی تجھے کس چیز نے رلایا ہے عرض کرتے ہیں حضور!عصر کی نماز قضا ہو گئی ہے۔

میرے آقا ﷺ نے دعا فرمائی:اللھم ان علیا فی طاعتک و طاعت رسولک فاردد علیہ الشمس [15]

"اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس کے لیے سورج کو لوٹا دے" تو کائنات نے دیکھا کہ سورج انہی قدموں پہ واپس آیا اور وقتِ عصر کے مقام پہ آ گیا اور شیر خدا نے نمازِ عصر ادا فرمالی۔

امام احمد رضا خان کہتے ہیں میرے آقا ﷺ کی انگلی اٹھی تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا حضور ﷺ کی مبارک انگلی کی شان اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کبھی اس سے ڈوبا ہوا سورج واپس ہو رہا ہے اور کبھی چاند شق ہو رہا ہے اپنے نبی کے معجزات کا بڑے احسن طریقے سے ذکر کر رہے ہیں۔گویا کہہ رہے ہیں اے آمنہ کے لعل ﷺ!اگر آپ کی انگلی کی یہ طاقت ہے تو آپ کے پنجے کا زور کیا ہو گا؟اور پھر آپ کے بازو کی قوت کیا ہو گی؟ مندرجہ بالا شعر میں دو معجزات کا ذکر ہے اب شق قمر کا واقعہ حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے!

شق قمر

جیسا کہ بخاری میں ہے ایک مرتبہ مشرکین مکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اگر آپ اللہ کے آخری رسول ہیں تو قمر کو دو حصوں میں بانٹ دیں! سلطانِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کیا پھر تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں!اگر آپ چاند کے دو ٹکڑے فرمادیں تو ہم آپ کا کلمہ پڑھ لیں گے،چنانچہ اس رات چاند کی چودہ تاریخ

OPEN ACCESS

تھی، چاند اپنے پورے شباب کے ساتھ چمک رہا تھا، جو نہی رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی انگشتِ مبارکہ سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا:۔

(عن ابن مسعود قال : انشق القمر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فرقتين ؛ فرقة فوق الجبل وفرقة دونه ،فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " اشهدو ")[16]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:"رسول اللہ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا ایک حصہ جبل کے اوپر جب کہ دوسرا حصہ مخالف سمت پر چلا گیا۔ تو خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا!"تم لوگ گواہ ہو جاؤ"

اب اگلے شعر میں دیکھئے حسین رضی اللہ عنہ کے نانا ﷺ کی بل کھاتی زلفوں کو بڑی لطافت سے نظر قرطاس کیا ہے۔

زلفِ عنبریں کا بے مثال تذکرہ

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا[17]

"آپ ﷺ کی نورانیت دنیا پہ ایسی چھائی کہ سارے جہاں سے کفر کے اندھیرے کو آپ ﷺ کے نور نے ختم کر دیا اور آپ کی زلف مبارک کھلی تو رحمتوں کے بادل ہر طرف چھاگئے" اس شعر میں شمائل وخصائل دونوں کو سمویا گیا ہے پہلے مصرعے میں ضیاء کا لفظ استعمال میں لایا گیا جس کے معنی، روشنی اور نور کے ہیں اور دوسرے مصرعے میں گیسو کا لفظ لایا گیا جو زلف کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے گویا یہ شعر شمائل وخصائل کا خوبصورت مرکب ہے جس میں سرکار ﷺ کے دونوں اوصاف کا ذکر ہے، شعر ملاحظہ کریں۔

شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم ورخسار ولب میں
سُنبُل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ[18]

حضور اکرم ﷺ کے قد انور اور جسم منور میں زلف معطر سنبل کی گھاس کی طرح خوشبودار ہے جس کی وجہ سے جان و دل معطر ہیں سرمگیں آنکھیں ایسی ہیں جیسے نرگسی پھول ہیں جن کو جتنا زیادہ دیکھیں اسی قدر طلب بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اور کبھی بھی جی بھرنے کا نام نہیں لیتا، رخسار مبارک پھول ہیں جن کی زیارت کرنے سے آنکھوں کے نور میں زیادتی اور اضافہ ہو جاتا ہے، اور لبہائے مبارکہ شیریں بیان پھول کی پنکھڑیاں ہیں جو حرکت کرتے ہیں تو گویا جنتی دروازے کھل جاتے ہیں جن سے جنت کی ہوائیں چلتی ہیں اور وہ دلوں کو چین، آنکھوں کو نور وضیاء، روح کو تازگی اور جان کو آسودگی بخشتی ہیں، اللہ اکبر! کیسے حسین انداز میں میرے آقا ﷺ کے شمائلِ جمیلہ کا ذکر کیا، یہ شعر پڑھ کر قاری ذاتِ مصطفٰے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے جلووں میں اس قدر کھو جاتا ہے اور ایسا لطف و سرور حاصل کرتا ہے جس کو بیان کرنا بہت مشکل ہی نہیں بلکہ نا ممکن ہے، ذیل میں ختم الرسل صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھوں کے جلووں کو سامنے لاتے ہیں۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ

جن سے اتنے کافروں کا دفعتا منہ پھر گیا[19]

شعر کا مفہوم

اے جانِ جہاں صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ! میں آپ کے خوبصورت اور نورانی ہاتھوں پہ قربان جاؤں کہ وہ کتنی شان والی کنکریاں تھیں جن کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے کافروں کے منہ پر پھینکا تو ان کا بہت بڑا لشکر شکست سے دوچار ہو گیا ہجرت کی رات اور غزوہ بدر کے موقع پر آپ نے یہ عمل فرمایا، ارشاد ربانی ہے۔"اور اے حبیب جو کنکریاں آپ نے پھینکی تھیں وہ آپ نے نہیں بلکہ رب نے پھینکی تھیں "[20]۔ امام احمد رضا خان کہتے ہیں وہ کنکریاں پہلے عام تھیں جب یہ اللہ والے نورانی ہاتھوں میں آئیں تو اس باکمال محبوب نے ان کنکریوں کو بھی یہ شرف بخش دیا کہ وہ سارے کافروں کے چہروں پہ جاکر لگتی ہیں اور کوئی کافر ایسا نظر نہیں آتا، جس کی دونوں آنکھیں کنکریوں اور مٹی سے بھر نہ گئی ہوں[21]۔

کلامِ رضا اور شمائلِ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

رخِ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی

رہ گیا بوسہ دہ نقشِ کفِ پا ہو کر[22]

"جب چاند نے مدنی لجپال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے چہرہ انور کی زیارت کی تو مست و بے خود ہو کر قدموں کے نشانات کو چومنے لگا اور ایسا کیوں نہ کرتا یہ تو ان کے بچپن کا کھلونا ہے" اس شعر میں امام احمد رضا خان اپنے نبی کے رخِ انور کا تذکرہ چھیڑتے ہیں اور چہرہ مصطفٰے کا تعلق شمائل سے ہے اور یہ قمر تو میرے نبی کا بچپن سے دیوانہ ہے گویا مولانا کہہ رہے ہیں کہ چاند تو بچپن سے اپنا دل حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے قدموں کے نشانات پہ قربان کر چکا ہے اسی لئے تو جب آپ نے اشارہ کیا تو قمر دو ٹکڑے ہو گیا آدھا حصہ پہاڑ کی ایک جانب اور دوسرا حصہ پہاڑ کی دوسری طرف چلا گیا۔[23] (اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر ۶ پہ موجود ہے)

نعلینِ مصطفٰے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

تمہارے ذرے کے پر تو ستارے ہائے فلک

تمہاری بغل کی ناقص مثل ضیائے فلک[24]

اے بے کسوں کے کس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ! آسمان کے چمکنے والے ستارے تو آپ کے روشن دان کے بالکل چھوٹے چھوٹے ذروں کا حسین عکس ہے اور یہ اتنی زیادہ روشنی اور نور تو آپ کی نعلین مبارک کی ایک معمولی سی مثال ہے کیونکہ آپ کے سامنے

CC BY

تو آفتاب کی مجال نہیں، بے چارے ستاروں کی کیا حیثیت ہے؟ سورج کو تو قرآن مجید میں سراج کہا گیا ہے آپ تو سراج منیر ہیں ساری زمین و آسمان اور ساری دنیا کو نور تو آپ کے قدموں کے تصدق سے ملا ہے، اب اگلے شعر میں بہت سارے شمائلِ مبارکہ کو یکجا کر کے ایک بے مثال شعری گلدستہ سجایا ہے:۔

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول!

لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول[25]

ہونٹ، منہ، ٹھوڑی، اور جسمِ اطہر کا بیان

"محبوب کبریا ﷺ سر تا پا پھول (کی لطافت والے ہیں) ہیں، ہونٹ، منہ، ٹھوڑی، اور مکمل بدنِ اطہر گویا کہ پھول ہے" اس شعر میں امام احمد رضا خان نے بڑے منفرد طریقے سے شمائلِ مصطفٰے ﷺ کو سامنے لایا ہے اور اس طرح کا حسین تذکرہ کلامِ رضا میں ہی ملے گا ایسے انداز بیان اور طرز بیان کی ہر کسی کو داد دینی پڑتی ہے کہ جس میں مولانا نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ بہت سارے شمائل ایک شعر میں جمع کر دیئے ہیں کیونکہ ہر زمانے میں عشاق نے اپنے اپنے انداز میں نعتیں لکھی ہیں،

مگر ایسا کلام جو قرآن مجید اور فرمان رسول کی تشریح کرنے والا ہو یہ کمال بہت کم شعراء کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ نعت حضور فقط عطیہ الٰہی ہے اور جسے رب تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی توصیف و تعریف کے لئے پسند کر لے، اور بلاشبہ امام احمد رضا خان ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اپنے محبوب کی تعریف و توصیف کے لئے کیا تھا۔ ذیل میں بھی ایسے ہی بہت سارے شمائلِ مبارکہ کو یکجا کیا گیا ہے!

دندان ولب وزلف رخ شاہ کے فدائی

ہیں درعدن، لعل یمن، مشک ختن پھول[26]

دانت مبارک، لبہائے مبارکہ، زلفِ معنبر اور چہرہ انور کا بیان:۔

"ہمارے آقا ﷺ وہ ہیں کہ جن کے دانت مبارکہ پہ عدن کے موتی نثار، لبہائے مبارکہ پہ لعل یمن (سرخ رنگ کا قیمتی ہیرا) قربان، زلف معنبر پہ خالص مشک فدا اور چہرہ منور پہ پھول جان چھڑکتے ہیں دانتوں کی سفیدی کو عدن کے سفید چمکدار موتیوں سے، گلابی ہونٹوں کو یمن کے سرخ لعل (ہیرے) کے ساتھ، زلف دوتا کو مشک خالص (سخت سیاہ) کے ساتھ اور نورانی چہرے کو پھول کے ساتھ تشبیہ اور آپس میں مشبہ اور مشبہ بہ کی مناسبتیں ولوازمات کی رنگینیوں نے شعر میں ایسی جان پیدا کر دی ہے کی دل قربان کرنے کو جی چاہتا ہے"[27]۔ محقق کی تحقیق کے مطابق امام احمد رضا خان نے یہاں سید الورٰی ﷺ کے چار شمائل مبارکہ کا ذکر کیا ہے پہلے نورانی دانتوں کا ذکر کیا پھر لب دلنشیں کا ذکر، جس کے بارے قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ وہ عظیم لب ہیں جن پہ وحی خدا جاری ہوتی ہے، پھر زلف عنبریں کا تذکرہ کیا اور پھر چہرہ

OPEN ACCESS

محبوب کا ذکر کیا جسے برھانِ رشید نے والضحٰی کے حسین لقب سے یاد کیا ہے۔اب خصائصِ ابو القاسم ﷺ کے مختلف پہلوؤں پہ روشنی ڈالتے ہیں!

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

رحمت کی جان

مندرجہ بالا شعر میں شب اسرٰی کے دولہا کے تین خصائص نظرِ قرطاس کیے ہیں "چنا ہوا ہونا، سراپا رحمت اور سارے نبیوں کے سردار، داد دیجئے مولانا احمد رضا خان کو کہ ابتدائی شعر میں ایسے خصائص کا انتخاب کیا جو آپ کے کمالاتِ عالیہ پر دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ کی تخلیق کائنات میں سب سے پہلے ہوئی اور باقی مخلوق آپ کے صدقہ میں معرض وجود میں آئی یعنی آپ باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔"[28] محقق کی تحقیق کے مطابق مولانا احمد رضا خان کا ایک ایک حرف قرآن وحدیث کے ترازو میں تلا ہوا ہے اس پر احادیثِ مصطفٰی ﷺ گواہ ہیں کہ میرے آقا ﷺ فخر آدم و بنی آدم ہیں آپ کی تخلیق پہلے اور تشریف آوری بعد میں ہوئی، ساری امت کا اجماع ہے کہ آپ وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں ان احادیث کا طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا گیا۔ آگے چل کر دو خصائص مبارکہ کو ایک ساتھ سموتے ہیں۔

چمنستانِ نبوت

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں آپ کے دو خصائص کو رقم کیا، مہرِ چرخ نبوت، آسمان نبوت کا سورج اور گل باغِ رسالت، یعنی گلستانِ رسالت کا پھول، میرے آقا کی ذات کریمہ آسمانِ نبوت کا ایسا چمکتا ہوا سورج ہے کہ اس کے جلوہ فرما ہونے کے بعد کسی غنچہ کے چٹکنے کی بالکل گنجائش وضرورت باقی نہ رہی۔اس شعر میں مولانا احمد رضا خان نے ختمِ نبوت کی بات کی ہے یعنی محبوب خدا خاتم الانبیاء ہیں آپ کی تشریف آوری کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں آسکتا اور ضرورت بھی نہیں ہے اب سارے جہانوں کے اندر تاحشر آپ کا کلمہ پڑھا جائے گا، مندرجہ ذیل شعر میں تین خصائصِ مبارکہ کی بات کرتے ہیں:۔

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام[29]

OPEN ACCESS

اس شعر میں سرورِ دیں کی تین خصوصیات ہیں، ا۔مالکِ جنت ۲۔کعبہ کے کعبہ ۳۔شفاعت کا مرکز و سرچشمہ، امام احمد رضا خان نے آمنہ کے در یتیم ﷺ کے مالک جنت ہونے، کعبہ کا کعبہ ہونے اور شفاعت کا محور و منبع ہونے کا احسن طریقے سے اظہار کیا ہے اور یہ سارے خصائص مسلم شریف، مدارج النبوۃ اور حدیث کی دیگر کتب سے ثابت ہیں، ذیل میں ان تینوں خصائص کی تشریح تحریر کی جارہی ہے۔

جنت سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اللہ امرنی ان ارفع مفاتیح الجنۃ الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزِ قیامت رضوانِ جنت اہل حشر سے کہے گا، مجھے اللہ تعالیٰ نے جنت کی چابیاں محمد ﷺ کے سپرد کردینے کا امر جاری کیا ہے۔[30]

بارگاہِ اقدس میں فردوسِ اعلیٰ کا حاضر ہونا

انی رایت الجنۃ فتناولت منھا عنقودا ولو اخذتہ لاکلتم منہ ما بقیت الدنیا

انہی سے مروی ہے کہ وہ آپ کی نماز کسوف کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے نماز کے دوران حضور کو کوئی چیز پکڑتے ہوئے دیکھا تو نماز کے بعد ہم عرض گزار ہوئے اے رب کے محبوب ﷺ آپ کچھ پکڑنے کیلئے آگے تشریف لے گئے پھر واپس آئے صحابہ نے عرض کی یہ کیا ماجرا ہے؟ مہربان آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے کچھ خوشے پکڑے اگر میں وہ خوشے توڑ لیتا تو تم انھیں قیامت تک کھاتے رہتے۔[31]

کعبہ کے کعبہ

خالقِ ارض و سما نے مخلوق میں محبوبِ دوجہاں ﷺ کو برتر درجہ عطا فرمایا، یہی وجہ تھی کہ کعبہ اپنی رفعتوں کے باوجود ولادتِ سرکار ﷺ پہ آپ کے کچے مکان کی طرف سجدہ ریز ہوا، اس طرح اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کو بیت اللہ کا قبلہ بنادیا۔

ولادتِ حضور پہ خانہ کعبہ نے سجدہ کیا

حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ جب میرے نور نظر محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی تو میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ اچانک کعبہ نے اپنی تین بنیادوں کو چھوڑ دیا اور ایک بنیاد پہ کھڑا ہو کر جھک گیا میری بہو سیدہ آمنہ کے حجرہ کی طرف، تمام بت منہ کے بل گر پڑے اور کعبہ کی دیواروں سے یہ آواز آرہی تھی۔

"نبی مکرم و مختار پیدا ہوگئے، آپ کے ہاتھوں کفر شکست کھائے گا، آپ کعبہ کو بتوں سے پاک کر کے خالقِ حقیقی کی عبادت کا حکم دیں گے"[32]

OPEN ACCESS

شفاعت کا سرچشمہ و مرکز

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر [33]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: "حشر کے دن میں ساری اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا کوئی فخر نہیں" اس کی تفصیل کچھ اس طرح بیان فرمائی کہ خالق کائنات بروز قیامت اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا۔ جب لوگ وہاں کی گرمی برداشت نہیں کر پائیں گے تو آپس میں مشورہ کے طور پر کہیں گے کہ ہمیں کوئی اپنا شفیع تلاش کرنا چاہئیے جو رب تعالی کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرے، اسی لئے تو امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے [34]

ساری مخلوقِ خدا جمع ہو کر جناب آدم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر التجا کرے گی اے ابو البشر! خالقِ جن و انس نے سب سے پہلے آپ کی تخلیق کی پھر آپ کو مسجودِ ملائکہ بنایا، ہماری حالت پہ رحم کھائیں اور اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں ساری بشریت کے باپ فرمائیں گے!

"آج رب اکبر بہت غضب میں ہے" مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کی خدمت میں جاؤ، اسی طرح سارے لوگ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس حاضر ہوں گے مگر سارے نبی کسی اور کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے آخر میں جناب عیسٰی روح اللہ علیہ السلام کے دربار میں پیش ہوں گے تو وہ فرمائیں گے اے لوگو! تم سب محمد مصطفٰے ﷺ کے پاس چلے جاؤ وہ ضرور تمہاری سفارش فرمائیں گے، خطیب الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں کہ اس گھڑی ساری خلقِ خدا میری جانب منہ کرے گی تو میں اپنے دونوں بازؤں کو کھول لوں گا اور کہوں گا "اس کام کے لیے تو تھاہی میں، تھاہی میں" حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر "میں اپنا سر سجدے میں رکھ دوں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد کروں گا جو پہلے نہیں کی ہو گی پھر میرے رب کا غضب ٹھنڈا پڑ جائے گا اور آواز آئے گی، یا محمد ارفع راسک، قل تسمع، سل تعطہ، و اشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھایئے، مانگو دیئے جاؤ گے، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی" نو بہارِ شفاعت کا معنی ہے کہ شفاعت کا سرچشمہ و مرکز حضور انور ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے [35] اب اگلے شعر میں دو خصائص مبارکہ کا ذکر ہے؛

شب اسرٰی کے دولہا پہ دائم درود

نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

OPEN ACCESS

معراج کے دولہا اور جنتی کمیٹی کے سربراہ

یہاں دو خصائص کی وضاحت ہے، ا۔ معراج کی رات کے دولہا ۲۔ جنت کی کمیٹی کے سربراہ، اور بلاشبہ عثمان رضی اللہ عنہ کے مولا مہمان خصوصی تھے یعنی اللہ تعالی بے نیاز ہو کر بھی اپنے محبوب کے دیدار کا مشتاق تھا اور ساری آسمانی و جنتی مخلوق آمنہ کے لعل کی ایک جھلک کے لئے بے تاب تھی، متفق علیہ حدیث ہے کہ "جبریل امین کے ساتھ بہت سارے فرشتے زمین پہ نازل ہوئے، پہلے میرے آقا ﷺ کو فرشتوں نے اپنے جھرمٹ میں لے کر غسل دیا، اس کے بعد دلِ منور کو باہر نکال کر اللہ تعالی کے انوار و تجلیات سے مالامال کیا گیا پھر آپ کے لئے نور کی سواری لائی گئی جسے براق کہا جاتا تھا" اور میرے نبی ﷺ کو براق پہ بٹھا کر مالک کل کے حضور پیش کیا، جب آپ سفر معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کے جسم اطہر سے دولہا جیسی خوشبو آتی تھی یہ ساری عزتیں اور رفعتیں مالکِ جل علانے اپنے محبوب پاک ﷺ کو عطا فرمائیں،

شعر کے دوسرے مصرعے میں نوشہ بزم جنت کا لفظ لایا، جس کا معنی ہے "جنت کی کمیٹی کے سربراہ" تو بلاشبہ میرے ہادی ﷺ جنتی کمیٹی کے چیئرمین ہیں اس کی منادی بہشت کی ہر شے کر رہی ہے کیونکہ فردوس کی ہر ایک چیز پر "محمد" کا نام لکھا ہے اور شے پر نام مالک کا ہی ہوتا ہے کسی غیر کا نہیں، جنت کے ہر ہر دروازے، درخت، پتے اور ٹہنی پر سرورِ قلب وسینہ ﷺ کا نام ہے اس گفتگو سے واضح ہوا کہ میرے رب نے جنت اپنے محبوب کے نام کر دی ہے جسے چاہیں دے دیں اور جسے نہ چاہیں اسے نہ دیں، اس سے آگے امام احمد رضا خان نے میرے آقا ﷺ کے سرو جیسے قد اور قامتِ زیبا کا ذکر چھیڑا ہے۔

قدِ انور اور قامتِ زیبا

قدِ بے سایہ کے سایہء مرحمت
ظلِ ممدودِ رأفت پہ لاکھوں سلام [36]

شفیعِ عاصیاں کے قد انور اور قامتِ زیبا کی یہ خوبی تھی کہ وہ بے سایہ تھا اس لئے کہ آپ کی ذاتِ گرامی تمام چیزوں پر اللہ تعالی کا سایہ رحمت ہے اور یقینا سایہ کا سایہ نہیں ہوتا۔

بے سایہ قدِ رعنا

علیم و خبیر نے اپنے پیارے کے بدنِ نازک کو کائنات کی ہر چیز سے زیادہ نرم وملائم اور لطیف ونظیف بنایا اور اسے ہر قسم کی مادی و عنصری کثافت سے مبرا رکھا، ارشاد باری تعالی ہے۔ تمہارے پاس خالقِ کل جہاں کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب" [37]

OPEN ACCESS

اس آیت مبارکہ میں نور سے مراد آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے فرقان حمید نے فقط آپ کو نور نہیں بلکہ چمکا دینے والا آفتاب کہا ہے،"رب کے امر سے اس کی جانب دعوت دینے اور چمکانے والا سورج۔"[38]

جب قرآن حکیم نے آپ کے جسم منور کو سراپا سراج منیر قرار دیا ہے تو اس کے بعد اس میں مادی کثافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک کی بیان کردہ اس مقدس نورانیت کو ائمہ اسلام نے آپ ﷺ کے جسم اطہر کے سایہ نہ ہونے پر دلیل بنایا ہے"[39]

اگلے شعر میں امام احمد رضا خان شاہِ مدینہ ﷺ کی مانگ مبارک اور سیاہ زلفوں کی بات چھیڑ رہے ہیں۔

مانگِ حسین اور زلفِ عنبریں

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

مندرجہ بالا شعر میں سیاحِ لامکاں ﷺ کی نورانی زلفوں اور سیدھی مانگ مبارک کا عکس دکھایا ہے ،ان خصائل کے متعلق علامہ خان محمد قادری کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے خوبصورت سیاہ زلفوں کو لیلۃ القدر اور ان میں نورانی مانگ کو "مطلع الفجر " کہنا احمد رضا کا ہی حصہ ہے غم خوار امت ﷺ کے سر انور کے بال مبارک نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگھریالے تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان درمیان تھے، معمولی سے خمدار اور تھوڑے سے پیچ کھائے ہوئے تھے، اور ایسے خوبصورت بالوں کو زلف خمیدہ کا نام ہی دیا جاسکتا ہے،[40]

اب امام احمد رضا خان حضور انور ﷺ کے بے مثل کانوں اور ان کی قوتِ سماعت کی کہانی اپنے اشعار میں سموتے ہیں۔

مبارک کانوں کی قوتِ سماعت

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام [41]

اس شعر میں امام احمد رضا خان نے حضور اکرم ﷺ کے مبارک کانوں کا ذکر کیا ہے کہ ان کی قوتِ سماعت کا کیا عالم ہے ؟یعنی میرے آقا ﷺ کی یہ شان اور بزرگی ہے کہ جیسے قریب سے سنتے ہیں اسی طرح دور سے بھی سنتے ہیں میرے نبی کے لئے دور ونزدیک کی کوئی حیثیت نہیں،اس لئے کہ فرمادیجئے کہ یہ کان تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہیں) یہی وجہ تھی کہ باعثِ تخلیقِ ارض وسماﷺ بطن مادر میں لوحِ محفوظ پہ چلنے والی قلم کی آواز سنتے تھے،

ایسے کان مبارک جو حقیقت میں عزت کے موتیوں اور عظمت وشان کے ہیرے اور جواہرات کی کان ہیں یعنی (معدن وذخیرہ) ایسے مبارک کانوں پہ لاکھوں سلام،مندرجہ ذیل شعر میں امام احمد رضا خان جانِ کائنات کے دو شمائلِ مبارکہ " چہرہ انور اور ہاشمی خون "کا ذکر کرتے ہیں اور مندرجہ بالا مضمون کو آگے بڑھاتے ہیں۔

OPEN ACCESS

چشمہ مہر میں موج نور جلال

اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

چشمہ مہر سے مراد آپ ﷺ کا چہرہ انور ہے اور دوسرا ہے رگِ ہاشمیت، اس کا مطلب ہے ہاشمی ہونا، تفصیل اس کی کچھ یوں ہے کہ نور مجسم ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان ایک نہایت ہی خوبصورت رگ تھی جو جلال و ناراضگی کے وقت ابھر آتی تھی۔ مولانا نے اسی مقدس رگ پر سلام عرض کرتے ہوئے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو چشمہ مہر اور اس مقدس رگ کو موجِ نور جلال کہا،

مندرجہ ذیل شعر میں امام الانبیاء ﷺ کے دو شمائل کو بڑے دلنشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جبینِ مصطفٰے ﷺ پر ہے تاجِ شفاعت

مذکورہ شعر میں سید الثقلین ﷺ کے دو شمائل مبارکہ کا ذکر ہے "ماتھا" اور "جبین" یہ دونوں مترادف ہیں جن کا معنی ہے پیشانی، جب قیامت کے دن حشر بپا ہو گا وہاں ہر کوئی اپنے اپنے پسینے میں ڈوبا ہوا ہو گا تو اس دن شفاعت کا تاج میرے آقا ﷺ کے ہی سر پہ سجے گا تو جو اتنا کریم نبی ہو اس کی ذاتِ بابرکات پہ کیوں نہ جھوم جھوم کر درود پڑھا جائے، کیوں نہ پل پل اس کا ذکر کیا جائے، کیوں نہ ہر گھڑی اس محبوب کی بارگاہ میں درود و سلام پیش کیا جائے، اگلے شعر میں سرکار ﷺ کی لاجواب بھنوؤں کی نازکی بیان کی گئی ہے۔

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی

ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام[42]

مندرجہ بالا شعر میں بھنوؤں اور ان کی لطافت کا ذکر ہے "مہِ خوباں ﷺ کی پاکیزہ بھنوؤں کا جمال دیکھ کر کعبہ کی محراب سجدہ کرنے کے لئے خمیدہ ہو گئی اور زبانِ حال سے گویاں ہوئی آپ پر لاکھوں سلام ہوں، دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ک گیسو ہٰ دہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ

کٓھیعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا"[43]

امام احمد رضا خان نے کٓھیعٓصٓ سے فاطمہ کے بابا ﷺ کے گیسو مبارک، ہٰ سے زبانِ حق ترجمان، یٰ سے ابرو مبارک، اور ع ص سے خوبصورت آنکھیں مراد لی ہیں، یہ سوچ اور یہ انداز صرف اور صرف امام احمد رضا خان کا ہے،

شاعر کی اپنے نبی ﷺ سے والہانہ عقیدت اپنی جگہ مسلم، مگر شعر کی گہرائی کی ہر کسی کو داد دینا پڑتی ہے کیونکہ کتنے اچھوتے انداز میں چار شمائلِ مبارکہ کو جمع کیا گیا ہے، اگلے شعر میں اسی مفہوم کو وسعت دی گئی ہے۔

CC BY

نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی لطافت

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

چشمان مقدس کے برکتوں والے پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مکینِ گنبدِ خضری ﷺ کی نظر عنایت جس مردہ دل پر بھی پڑ گئی اس کا دل زندگی پا گیا اس کے دل کی سیاہی نورانیت میں تبدیل ہو گئی اس مہربانی والی نظر پر لاکھوں سلام ہوں، محقق کی تحقیق کے مطابق مفتی محمد خان قادری کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کے ہاتھوں ایک مسلمان شہید ہوئے جب ان کے شہید ہونے کی خبر میرے آقا ﷺ کو پہنچی تو آپ مسکرائے، صحابہ کرام نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا عالم غیب میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ قاتل اور مقتول دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر جنت میں داخل ہونگے۔[44] مندرجہ ذیل شعر میں بھی اسی مفہوم کا ذکر ہے:

نیچی نظروں کی شرم و حیاء پر درود

اونچی بنی کی رفعت پہ لاکھوں سلام[45]

حبیب کبریا ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا کہ چلتے ہوئے نظریں زمین کی طرف جھکی ہوئی ہوتیں تھیں اس لئے کہ میرے آقا ﷺ شرم و حیاء کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے تو اس شرم و حیاء کے پیکر کا اپنا انداز یہ ہے کہ نظر جھکتی ہے تو تحت الثریٰ تک جاتی ہے اور اٹھتی ہے تو عرش معلّی پہ ٹھہرتی ہے اور دوسرے مصرعے میں ناک مبارک کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ کی بنی مبارک رفعت کی طرف مائل تھی خوبصورت طویل اور اعتدال کے ساتھ باریک تھی جسے اللہ تعالیٰ نے بہت ہی حسین انداز میں مکمل آب و تاب عطا فرمائی تھی جس سے ہر لمحہ نور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتی تھیں، مندرجہ ذیل شعر میں حضور اکرم ﷺ کے خوبصورت ہونٹوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

کافوری ہونٹ

مندرجہ بالا شعر میں راحتِ قلب و جاں ﷺ کے پتلے پتلے گلابی ہونٹوں کا بہت منفرد انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے امام احمد رضا خان کہتے ہیں میرے آقا ﷺ کے مبارک گلابی ہونٹ ایسے حسین نظر آتے ہیں جیسے جنت کا نکھرا ہوا پھول ہو اور اس کی نرم و نازک پتیاں، تو میں اس پیارے آقا ﷺ کے مبارک لبوں کی لطافت و نزاکت پہ لاکھوں سلام بھیجتا ہوں اور کیوں نہ لاکھوں سلام بھیجوں کہ میرے آقا ﷺ کے مبارک ہونٹ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور نرم و نازک تھے۔

CC BY

لعابِ دہن شریف کا تذکرہ

جس سے کھاری کنویں شیرہ ٔجاں بنیں

اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام[46]

اس شعر میں بھی شمائلِ مصطفیٰ کو انتہائی باذوق طرز پر الفاظ کا جامہ پہنایا ہے نبی اکرم ﷺ کے لعابِ دہن شریف کی بات ہے کہ اس تھوک مبارک کا مرتبہ کتنا بلند ہے جسے صحابہ نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں پہ حاصل کر کے اپنے چہروں اور جسموں پہ ملتے ہیں اور وہی تھوک مبارک جب کڑوے پانی والے کنویں میں ڈالی جاتی ہے تو وہ میٹھا اور شیریں بن جاتا ہے اس تھوک مبارک میں میرے رب نے ایسی برکت رکھ دی ہے کہ وہ جان کو تسکین اور فرحت بخشتی ہے۔

تبسم مصطفیٰ ﷺ

محقق کی نظر میں کوئی کیسے ہی غم میں ہو میرے آقا ﷺ جب اپنا تسلی والا دستِ شفقت کسی کے سینہ پہ رکھ دیں تو پھر غم کسے یاد رہیں انتہائی دکھ اور تکلیف کے وقت کملی والے آقا ﷺ کی ڈھارس سے غم کے مارے ہنسنے لگ جاتے تھے میرے آقا ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی آپ ہمیشہ مسکرایا کرتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور پہ ہمیشہ مسکراہٹ نے ڈیرے لگائے ہوتے تھے۔ ایک اور مقام پہ مولانا فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو

جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں[47]

اے میرے آقا ﷺ آپ کے میٹھے میٹھے ذکر پہ قربان جاؤں جب آپ کا پیارا ذکر کیا جائے تو جیسے بھی غم دامن گیر ہوں سارے کافور ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ کے نام و ذکر میں ایسا لطف و مزا ہے کہ سب غم بھول جاتے ہیں ایسے لگتا ہے جیسے کوئی دکھ ہی نہیں تھا، اے میرے آقا ﷺ یہ جہان تو فانی جہان ہے قبر میں بھی آپ کا مبارک نام لینے سے عذاب قبر بھی ٹل جاتا ہے اور حشر میں بھی اسی نام سے ہر مصیبت ٹلے گی جب ساری مخلوقِ خدا انتہائی پریشانی کے عالم میں ہو گی اور جب ہر نبی علیہ السلام نفسی نفسی پکاریں گے، تو اس مشکل گھڑی میں بھی میرے محبوب کے لبوں پہ "انا لھا" ہو گا ۔مندرجہ ذیل شعر میں آپ ﷺ کے مبارک گلے کا ذکر ہے۔

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں

اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

OPEN ACCESS

سلطانِ مدینہ ﷺ کا انوکھا گلہ

میرے آقا ﷺ کے گلوئے مبارک کی یہ انوکھی اور نرالی شان تھی کہ اس خوبصورت گلے میں دودھ اور اور شکر یعنی مٹھاس کی نہریں جاری تھیں میرے محبوب ﷺ جب گفتگو فرماتے تو یوں لگتا جیسے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں اور سامعین اس قدر توجہ اور انہماک سے سماعت کرتے کہ کوئی آدمی نہ حرکت کرتا اور نہ ہی بولتا تھا، " حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے سارے انبیائے کرام علیھم السلام کو تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور خوبصورت آواز اور اعلی نسب میں پیدا فرمایا اور میرے نبی ﷺ کو تمام نبیوں اور رسولوں سے زیادہ حسین و جمیل بہت زیادہ خوش آواز اور حسب نسب میں سب سے بہتر بنایا" [48] اگلے شعر میں میرے آقا ﷺ کی زلف سیاہ اور مبارک شانوں کا ذکر ہے۔

زلفِ عنبریں اور دوش مبارک کا ذکر

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف

ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام [49]

ایک ہی لفظ کو پہلے سیاہ زلفوں کے معنی میں پھر کندھا کے معنی میں لیا گیا، آپ ﷺ کے مبارک شانوں پر ہر وقت شرافت و بزرگی کو نمایاں کرنے کے لئے سیاہ اور خوشبودار خم دار زلفیں جھکی رہتیں تھیں ان پہ لاکھوں سلام ہوں مندرجہ ذیل میں آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں اور سماحت کا ذکر ہے۔

شمائل وخصائل کا حسین امتزاج

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا

موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام [50]

شعر کے پہلے مصرعے میں ہاتھ مبارک کا ذکر ہے جسے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں " یَدُ اللہ" فرمایا ہے اس مبارک اور خوبصورت ترین ہاتھ کا تذکرہ ہے کہیں اسی ہاتھ سے سخاوت کے دریا بہائے جا رہے ہیں، کہیں اسی نورانی ہاتھ سے آگ کو گل و گلزار بنایا جا رہا ہے اور دوسرے مصرعے میں جود و عطا کے اس سمندر کی لہر (ہاتھ) کی بات ہے یہ میرے آقا ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ میرے نبی کا ہاتھ کبھی عطا کرنے میں رکتا نہیں تھا" حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللہ اجود الناس کفا "آپ کا ہاتھ مبارک سب سے زیادہ سخی تھا" [51] حضرت جابر رضی اللہ عنہ پیارے آقا ﷺ کی سخاوت کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں: ما سئل رسول اللہ قط قال فقال لا " کبھی ایسا ہوا ہی نہیں کہ کسی نے آپ سے کچھ مانگا تو آپ نے انکار فرمایا ہو"۔ [52]

OPEN ACCESS

امام احمد رضا خان دوسرے مقام پہ لکھتے ہیں:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں[53]

آپ ﷺ کی سخاوت اتنی عام تھی کہ اگر کوئی سائل بارگاہِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوتا اگر اس لمحے آپ کے پاس مال کی کمی ہوتی تو آپ اسے فرماتے جا فلاں آدمی سے میرے نام پہ اپنی ضرورت کی چیز لے جا میں بعد میں اس کا قرض اتار دوں گا۔ جنابِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اس نے آکر کچھ طلب کیا آپ نے اسے فرمایا:

ما عندی شئ ولکن ابتع علی فاذا جاءنی شئ قضیتہ اس وقت کوئی چیز موجود نہیں، جاؤ فلاں شخص سے میرے نام پہ وہ چیز بطور قرض لے لو، میرے پاس جب بھی کچھ دولت آئے گی میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔

راوی کہتے ہیں میں ملتجی ہوا یا رحمۃ اللعالمین ﷺ! خالق ارض و سما نے جناب کو اس بات کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ آپ قرض لے کر لوگوں کی حاجات پوری فرمائیں، یہ بات آپ ﷺ پر بہت گراں گزری، ایک انصاری نے عرض کی اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ اللہ تعالی کی مخلوق پر خوب خرچ فرمایئے اور رب تعالی سے کمی و قلت کا اندیشہ نہ فرمایئے۔

فتبسم رسول اللہ و عرف فی وجھہ البشر ثم قال بھذا امرت اس پر آپ ﷺ کا رخِ روشن کھل اٹھا قدرتی حسن چمکنے لگا فرمایا "مجھے یہی حکم ہے"۔[54]

۱۔ اسلامی شعراء نے فنِ نعت میں بہت محنت کی ہے انھوں نے ایک ایک حرف سیاہی سے نہیں بلکہ خونِ جگر سے لکھا ہے، البتہ بعض شعراء کے کلام میں جھول اور شرعی نقص موجود ہے جس پر شرعی گرفت کی جا سکتی ہے۔

۲۔ امام احمد رضا خان نے اپنے کلام میں ہمیشہ قرآن و حدیث کو ملحوظ خاطر رکھا ہے ان کے کلام کو پڑھ کر قاری اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان کے کلام پر قرآن و حدیث کا سایہ ہے۔

۳۔ ان کے نعتیہ دیوان سے ان کے عشق رسول ﷺ کا پتہ چلتا ہے ان کے کلام میں جو چیز سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ ہے ان کی اپنے آقائے دوجہاں ﷺ سے محبت و عقیدت، اور یہ عشق و مستی ان کے کلام میں شروع سے آخر تک تسلسل کے ساتھ ملتی ہے۔

۴۔ امام احمد رضا خان کو نعت کے معاملے میں انتہائی محتاط پایا ہے یہ ذاتِ باری تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کے درمیان حفظ مراتب کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔

۵۔ امام احمد رضا خان کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ان کی زبان آبِ کوثر سے دھلی ہوئی ہے تو کوئی مبالغہ نہیں ہو گا، کیونکہ ان کا کلام اس بات کی دلیل ہے۔

٦۔ امام احمد رضا خان کو نہ صرف عصری علوم میں دسترس حاصل تھی بلکہ وہ نعت گوئی کی دنیا کے بھی بادشاہ ہیں۔

نتائج بحث

کلامِ رضا پر بہت سے لوگوں نے مختلف نوع اور جہات سے کام کیا اور اس وقت تک تقریبا اسی (۸۰) آدمی ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں مگر شمائل وخصائل پہ کام ابھی تک تشنہ طلب ہی تھا سوائے چند ایک کے عوام الناس ان الفاظ سے بالکل ناواقف تھے اس لیے ضروری تھا کہ اس موضوع پہ کام کیا جائے اور عام آدم کو شمائل و خصائل سے روشناس کرایا جائے اور یہی ضرورت اس تحقیق کا سبب بنی اور راقم نے اس عنوان پر تحقیق کی، کیونکہ امام احمد رضا خان نے اپنے کلام میں کثرت سے شمائل وخصائل کو استعمال کیا ہے لہذا امید کی جاتی ہے کہ اس تحقیقی کام سے ہر آدمی بآسانی شمائل وخصائل سے واقفیت حاصل کر سکے گا۔

۱۔ پہلا مقصد امام احمد رضا خان کی شاعری جو حقیقت میں قرآن کی تفسیر اور حدیث کی شرح ہے کو اہل علم کے سامنے لانا اور علم کے متلاشی لوگوں کی معاونت اور مدد کرنا۔

۲۔ دوسرا مقصد عام آدمی پر ان لفظوں کے آسان معانی و مطالب اور مفہوم واضح کرنا۔

۳۔ امام احمد رضا خان کی علمی و فکری شاعری کی خدمات کو بیان کرنا۔

۴۔ ان کا نعتیہ شاعری میں بھی شریعت کا مکمل پاس رکھنا۔

۵۔ امام احمد رضا خان کے نعتیہ شاعری میں پاس ادب کو اجاگر کرنا، تاکہ دوسرے شعراء نعتیہ شاعری میں کلامِ رضا سے راہنمائی اور استفادہ کر سکیں۔

[1] ۔ لویس معلوف، المنجد، عبد اللہ اکیڈمی، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۱۱، ص ۵۱۱

[2] ۔ ---------- ایضا ----------

[3] ۔ حافظ زبیر علی زئی، ترجمہ و تحقیق، شمائل ترمذی، مکتبہ، مئوناتھ بھنجن یوپی ۲۰۱۳، ص ۴۷

[4] ۔ المنجد، ص ۲۱۱

[5] ۔ ---- ایضا ---

[6] ۔ حافظ زبیر علی زئی، ترجمہ و تحقیق، شمائل ترمذی، مکتبہ، مئوناتھ بھنجن یوپی ۲۰۱۳، ص ۴۷۔

[7] ۔ احمد رضا خان بریلوی، حدائقِ بخشش (مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ۲۰۱۲) ج ۱، ص ۴۳۔

[8] ۔ حسان بن ثابت، دیوانِ حسان (دار الفکر، بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ) ص ۴۱۔

[9] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۱۸۔

۱۲۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب القبۃ الحمراء من آدم (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۸ھ) ج ۵، ص ۲۲۰ ح ۵۵۲۱۔

۱۳۔ ------------- ایضا -------------

[12] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۳۲۔

[13] ۔ القرآن، ۹۰:۲، ۱۔

[14] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۵۲۔

[15] ۔ جلال الدین السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، خصائص کبرٰی (شبیر برادرز لاہور، ۲۰۰۴) ج ۲، ص ۸۲۔

[16] ۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری، الجامع الصحیح (دار الکتب علمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ) کتاب التفسیر، باب وانشق القمر، ۴:۴۳۲، ح ۴۴۸۶۔

[17] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۵۲

[18] ----- ایضا ---، ص ۶۴

[19] ----- ایضا ---، ص ۶۵

[20] ۔ القرآن، ۱۷:۸۔

[21] ۔ مفتی احمد یار خان نعیمی، تفسیر نور العرفان، (حامد جمیل پرنٹرز لاہور، ۲۰۱۲) ص ۲۱۵۔

[22] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۷۰۔

[23] ۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری، الجامع الصحیح (دار الکتب علمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ) کتاب التفسیر، باب وانشق القمر، ۴:۴۳۲، ح ۴۴۸۶۔

[24] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۷۳۔

[25] - حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۷۸

[26] - حدائقِ بخشش، ج ۱، ص ۷۸،

[27] ۔ مفتیغلام حسن قادری، کلامِ رضا فی نعت المصطفےٰ، ص ۲۲۱۔

[28] ۔ مفتی محمد خان قادری، شرح سلامِ رضا، (مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۷)، ص ۵۹۔

[29] ۔ حدائقِ بخشش، ج ۲، ص ۲۹۵۔

OPEN ACCESS

30 ۔ شیخ عبدالحق، محدث دہلوی، مدارج النبوۃ (مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۲۰۰۴)، ۱:۲۶۶۔

31 ۔ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، (فرید بک سٹال لاہور ۲۰۰۱) باب صلوۃ الکسوف، ۲:۷۳۰۔

32 ۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، ضیاء القرآن ۱۹۹۸، ج ۲، ص ۳۳۔

33 ۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، ج ۲، ح ۴۴۳۵۔

34 ۔ حدائق بخشش، ج ۲، ص ۳۵۱

35 ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ۲۰۰۴، ج ۱، ص ۲۶۷۔

36 ۔ حدائق بخشش، ج ۲، ص ۲۹۵۔

37 ۔ القرآن: ۵:۱۵۔

38 ۔ القرآن: ۳۳:۴۶

39 ۔ مفتی محمد خان قادری، شرح سلام رضا، (مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۷)، ص ۲۳۰۔

40 ۔ حدائق بخشش، ج ۲، ص ۲۹۶

41 ۔۔۔۔۔ ایضا۔۔۔۔، ص ۳۰۰

42 ۔ حدائق بخشش، ج ۲، ص ۳۰۰۔

43 ۔ صوفی محمد اول قادری ضوی، سخنِ رضا، مکتبہ دانیال، اردو بازار لاہور، ۲۰۱۰، ص ۳۲۳۔

44 ۔ شرح سلام رضا، ص ۲۷۰۔

45 ۔ حدائق بخشش، ۲:۳۰۱۔

46 ۔ حدائق بخشش، ج ۲، ص ۳۰۲

47 ۔ نفس مضمون، ۱:۱۰۱۔

48 ۔ ابن عساکر، التہذیب، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۲۰۰۹، ج ۱، ص ۳۱۹۔

49 ۔ نفس مضمون، ۲:۳۰۳۔

50 ۔ نفس مضمون۔

51 ۔ امام نبہانی، انوار محمدیہ، شبیر برادرز لاہور، ۲۰۱۱، ص ۴۶۔

52 ۔ مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب ما سئل النبی، ح ۲۳۱۱، دارالفکر بیروت، ط ۱۴۱۰، ۲ھ، ج ۴، ص ۸۰۵، الدارمی، السنن، ج ۱، ح ۷۰، ص ۴۷، احمد بن حنبل، المسند، ج ۳، ح ۱۴۳۳۳، ص ۳۰۷، منہاج بکس اسلامک لائبریری، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب جود النبی، ح ۳۰۵۵، دارالفکر بیروت، ط ۱۴۱۰، ۲ھ۔

53 ۔ نفس مضمون، ۱:۱۰۲۔

[54] ۔ محمد بن عیسی، شمائل ترمذی، اخلاق النبی، ذکر جود النبی، دار الفکر بیروت، ط ۱۴۱۰، ۲ھ، ح ۳۰۵، ج ا، ص ۲۱۰، المقدسی، الاحادیث المختارہ، ج ا، ح ۸۸، ۱۸۱، ابن ابی الدنیا مکارم الاخلاق، ح ۳۹۰، ص ۱۱۸، منہاج بکس، اسلامک لائبریری۔